CS (MAIN) Exam:2016

M–ESC–CU–URD

URDU

(Compulsory)

Time Allowed : Three Hours	Maximum Marks : 300

QUESTION PAPER SPECIFIC INSTRUCTIONS

Please read each of the following instructions carefully before attempting questions

All questions are to be attempted.

The number of marks carried by a question/part is indicated against it.

Answer must be written in URDU (Urdu script) unless otherwise directed in the question.

Word limit in questions, wherever specified, should be adhered to and if answered in much longer or shorter than the prescribed length, marks may be deducted.

Any page or portion of the page left blank in the Question-cum-Answer Booklet must be clearly struck off.

اردو

(کمپلسری)

مقررہ وقت : 3 گھنٹے	کل مارکس : 300

سوالات سے متعلق خصوصی ہدایات

برائے مہربانی ذیل کی ہر ہدایت کو جواب لکھنے سے پہلے توجہ سے پڑھ لیں

تمام سوالوں کے جواب لکھنے ہیں۔

ہر سوال یا سوال کے حصے کا نمبر اس کے سامنے درج ہیں۔

جواب اردو (فارسی رسم الخط) میں لکھیے۔

سوالوں کا طے شدہ الفاظ میں ہی جواب دیں۔ الفاظ کی تعداد حد سے زیادہ یا کم ہونے کی صورت میں نمبر کاٹے جا سکتے ہیں۔

اگر کسی صفحہ یا صفحے کے کسی حصے کو خالی چھوڑنا مقصود ہے تو اس پر کاٹ کا نشان لگا دیں۔

1۔ حسبِ ذیل میں سے کسی <u>ایک</u> پر چھ سو (600) لفظوں میں مضمون قلمبند کیجیے : 100

(a) ثقافت پر بحث کیوں ہے؟

(b) اسمارٹ شہر اور غیر اسمارٹ شہری

(c) عدالتی فعالیت (activism) بنام عدالتی تجاوز (overreach)

(d) اسکول کے طلبا میں احترامِ وراثت کے جذبے کی پرورش

2۔ حسبِ ذیل اقتباس کو غور سے پڑھیے اور اس کی بنیاد پر سوالوں کے جامع ، واضح اور صحیح جواب لکھیے : 12×5=60

یہ کہا جاتا ہے کہ نصف آسمان خواتین کی دسترس میں ہے۔ ہم یہ یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس سے اور بڑے مقام کی حقدار ہیں۔ تاہم ہر ملک کی تاریخ کے ہر عہد ، تمدن ، رواج ، مذہب ، ذات پات ، برادری ، نسلیات تمام میدان میں عورتوں کی حالت مردوں کے مقابلے میں زوال پذیر ہی رہی ہے۔ ان کے ساتھ غذا کے متعلق ، کام کرنے ، تعلیم حاصل کرنے ، صحت اور ترقی کے متعلق ہمیشہ امتیاز کیا جاتا رہا ہے۔ انھیں کسی میدان میں حصہ دار تسلیم ہی نہیں کیا گیا ہے۔ ان کے خوابوں اور خواہشات کی تکمیل میں بھی تفریق کی جاتی رہی ہے۔ درحقیقت وہ برسوں سے دنیا کی سب سے بڑی اقلیت کہی جانے کی مستحق ہیں۔

مردانہ سماجی نظام عورتوں کو مکمل انفرادیت نہیں دیتا۔ وہ اس صورت میں بھی نہیں دیکھی جاتیں کہ وہ خود مختار ہیں اور عزت ، وقار اور آزادی ان کا بنیادی حق ہے۔ انھیں قانون کے نظام اور دوسرے شعبۂ حیات میں بھی حصے داری نہیں ہے۔ ہاں وہ مردوں کی محض اوزار کے طور پر دیکھی جاتی ہیں۔ انھیں خاندان کو آگے بڑھانے کی علامت کے طور پر ، خدمت کا جذبہ رکھنے والی ، جسمانی اور ذہنی آسودگی بخشنے کا ذریعہ اور خاندان اور اس کے افراد کی دیکھ ریکھ کرنے کی صورت میں دیکھا جاتا رہا ہے۔ ان کی پہچان بس یہ ہے کہ وہ کسی کی بیٹی ، بیوی اور ماں ہیں۔ علاوہ اس کے ان کی کوئی اور شناخت نہیں ہے اور اس عدمِ شناخت کے باعث وہ حقارت کی نظروں سے دیکھی جاتی ہیں۔

اکیلی عورتیں چوکھٹے کے باہر کھڑی معلوم ہوتی ہیں۔ اِن میں اُن کا شمار ہے جو تہذیبی طور پر قابلِ قبول ، لائق نکاح ہیں لیکن ہنوز غیر شادی شدہ ہیں یا وہ جو بیوہ ہیں ، طلاق شدہ ہیں یا علاحدہ ہو چکی ہیں۔ مرد کے دائرۂ تحفظ کی غیر موجودگی کو سماج اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا۔ یہ حقارتی نظر اور بھی تیز ہو جاتی ہے جب کوئی عورت ان کے دائرۂ تحفظ کے مختار نامے کو چیلنج کرتی ہے یا اپنے ساتھی کو حادثے یا بیماری کی وجہ سے کھو دیتی ہے۔ مرد کو وہ عورت بالکل پسند نہیں جو بغیر مرد کے اکیلی زندگی گزارتی ہے اور اپنی پہچان کے ساتھ رہتی ہے۔

عورتیں بیشتر ترقی پذیر ملکوں میں 60 سے 80 فیصد اشیائے خوردنی تیار کرتی ہیں اور دنیا کی آدھی کھانے کی چیزیں تیار کرنے کا سہرا انھیں کے سر ہے۔ تمدنی لحاظ سے بھی اگر دیکھا جائے تو بیشتر گھروں میں عورتیں ہی کھانا پکاتی ہیں۔ ہندوستان میں سماجی اور تہذیبی ریت رواج ہمیں یہ بتاتا ہے کہ گھروں میں عورتیں نہ صرف کم کھاتی ہیں بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آخر میں ان کے کھانے کے لیے کچھ نہیں بچتا۔ ایسے خاندانوں میں جہاں وافر مقدار میں کھانے کی چیزیں ہیں وہاں بھی انھیں وہ غذا نہیں مل پاتی جو ان کے لیے صحت بخش ہو۔ اکیلی عورتوں کو بھی غذا اور ذریعہ معاش سے متعلق سماجی بندشوں اور تفریق کا سامنا ہے حالانکہ وہ اکیلے اپنی ہمت پر دنیا میں تگ و دَو کرتی ہیں۔

ہندوستان ان ملکوں میں سے ایک ہے جہاں مردوں کے تناسب میں عورتوں کی تعداد کم ہے۔ ملک کی آبادی میں ان کا عددی تناسب گذشتہ صدی سے کم ہو رہا ہے۔ 2001 کی مردم شماری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ 1000 مردوں کے تناسب میں عورتوں کی تعداد 933 ہے۔ اگر مردوں کی طرح عورتوں کو بھی برابری کی زندگی جینے کے مواقع ملیں اور ساتھ ہی ان کی صحت اور خوراک کا خیال رکھا جائے تو عورتوں اور مردوں کی تعداد یکساں ہو جانے کے روشن اور قوی امکان ہیں۔ اس کے بجائے 2001 میں عورتیں مردوں کے مقابلے میں تین کروڑ پچاس لاکھ کم تھیں۔ یہ تناسب 2011 کی مردم شماری میں رو بہ اصلاح ہے یعنی ان کی تعداد 933 کی بجائے 940 ہوگئی۔ ایک بڑی تشویش کی بات یہ ہے کہ 2001 میں چھ (6) برس کی عمر تک کے بچوں میں لڑکوں کے مقابلے بچیوں کی پیدائش کی دَر 927 سے تجاوز نہیں کر سکی۔ 2011 میں مزید رو بہ زوال ہو کر

یہ گنتی 914 ہوگئی۔ یہ اعداد و شمار شاہد ہیں کہ سماجی اور تہذیبی تفریق کے باعث عورتوں کے لیے زندگی کے مواقع کم ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستانی سماج میں لاکھوں لڑکیاں اغوا ہو رہی ہیں اور اسی تعداد میں عورتیں مرتی بھی ہیں۔

سوالات

(a) مردم شماری کے اعداد لڑکیوں اور عورتوں کے تعلق سے ہمیں کیا پیغام دیے ہیں؟ 12

(b) عورتوں اور غذا کے بارے میں پائی جانے والی تفریق کے تکلیف دہ پہلو کیا ہیں؟ 12

(c) ''نصف آسمان خواتین کی دسترس میں ہے۔'' اس قول سے مصنف کیا مراد لیتا ہے؟ 12

(d) مردانہ سماج میں عورتیں محض کھلونا کیسے بن جاتی ہیں؟ 12

(e) مصنف کے مطابق اکیلی عورت کو ہمارے سماج میں آسانی سے کیسے شکار کیا جا سکتا ہے؟ 12

3۔ حسبِ ذیل اقتباس کی تلخیص عبارت کے ایک تہائی لفظوں میں لکھیے۔ عنوان قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ تلخیص اردو میں لکھیے : 60

ہم میں سے بیشتر لوگ اس رائے سے متفق ہوں گے کہ وفادار ہونا لائقِ ستائش ہے۔ ہم اپنے گھر والوں کے لیے، دوستوں کے لیے اور اپنے ملک کے لیے وفادار ہونے کی مثالیں قائم کرتے ہیں۔ اصولاً اور اصلاً ان تمام افراد اور جماعتوں کے لیے ہمیں وفادار رہنا چاہیے جن کے ہم پر احسانات ہیں۔ جب ہم وفاداری کی بات کرتے ہیں تو ہمارا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب وہ مشکلات یا کسی مصیبت میں ہوں تو ہم ان کی مدد کے لیے تیار رہیں اور مستقلاً پورے استحکام کے ساتھ ان کی بھلائی کے خواہاں رہیں۔ عام طور پر بہ ظاہر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کوئی شخص

بے وفا تب گردانا جاتا ہے جب وہ اپنے والدین کے ساتھ سرد مہری کا مظاہرہ کرتا ہے یا اپنی فوج کے خلاف کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے ملک کے افراد پر اندھا دھند گولیاں چلا کر انھیں موت کی نیند سُلا دیتا ہے۔ ایسے لوگ عام طور پر سماج کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوتے۔

لیکن متعدد بار ایسے حالات ہی رونما ہو جاتے ہیں کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کون وفادار ہے اور کون بے وفا۔ ایک چالاک بچہ اپنے والدین کی، تعلیم ترک کرکے دولت کمانے کی بات کی مخالفت کر سکتا ہے۔ اس کا یہ یقین ہے کہ وہ اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مستقبل میں اپنے والدین کی معاشی مدد کر سکے گا۔ اگر وہ اپنی تعلیم ترک کر دیتا ہے تو اس کی ذہانت ضائع ہو جائے گی اور وہ پھر کسی کے کام نہیں آ سکے گا۔ کچھ ناسمجھ لوگ ہی اس طرح کا فیصلہ لینے والے لڑکے یا لڑکی کی حوصلہ شکنی کریں گے یا اس کے فیصلے کو رد کریں گے۔ لیکن اکثر اس طرح کا بچہ اگر حساس اور فرض شناس ہے تو اس کی مدد کی جانی چاہیے، بجائے اس کے کہ اس کی تنقید کی جائے۔ دوسری جانب بعض خاص حالات میں کوئی بچہ اپنے غریب والدین کی امداد بہم کرنے کی خواہش کو ٹھکرا دیتا ہے تو اسے بے وفا سمجھا جاتا ہے۔ اگر اسے مستقبل میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے تو وہ اپنی نوجوانی کی حکم عدولی پر شرمندہ ہوتا ہے۔

کبھی کبھی یہ مسئلہ تب اور بھی سنگین ہو جاتا ہے جب کسی شخص کا اپنے ملک کی سرکار کے رشتے سے پرکھ ہوتی ہے۔ اپنے ملک میں سنجیدگی اور ذمے داری کے ساتھ رہنے والے اشخاص کی وہ جماعت جو اپنے ملک کو خوشحال اور مستحکم دیکھنا چاہتی ہے، بعضے اوقات یہ سوچ کر کہ سرکار نکمی ہے، بغاوت کر دیتی ہے۔ اس کے پاس سرکار کو گرانے کے علاوہ کوئی متبادل راستہ بھی نہیں ہوتا۔ ایسی جماعت کے افراد کو سرکار باغی اور غدار قرار دے دیتی ہے۔ اس کا امکان ہے کہ وہ باغی ہوں لیکن انھیں غدار کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جماعت اپنے ہم وطنوں کے لیے زیادہ وفادار ہو، بجائے اس کے کہ وہ سرکار کے لیے وفادار ہو۔ بدقسمتی سے اکثر یہ جاننا بہت ہی مشکل ہوتا ہے کہ اس جماعت کی بغاوت ملک کی وفاداری کی بنا پر تھی یا یہ کہ اس کی اپنی ذاتی خود غرضی اور

مطلب پرستی کی وجہ سے ، جب تک کہ وہ بغاوت کامیاب نہ ہو جائے۔ تب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب باغی کامیاب ہو گئے ہیں اور ان کی سرکار بھی بن گئی ہے تو کیا اس جماعت کے افراد یہ تسلیم کریں گے کہ ملک کی پوری آبادی اور سیاسی دشمنوں کے بھی بعض حقوق ضرور ہیں ، جیسے اپنے خیالوں کو پوری آزادی کے ساتھ پیش کرنے کا حق اور عوام میں مقبولیت حاصل کرنے کا حق یا پھر وہ جماعت اپنی طاقت کا استعمال سیاسی دشمنوں کو ختم کرنے میں کر رہی ہے۔ اگر وہ پہلا رویہ اختیار کر رہی ہے تو سمجھو کہ وہ اپنے ملک کے لیے وفادار ہے نہ کہ وہ صرف اپنی جماعت کے افراد کے فائدہ کے لیے ، اور اگر اس جماعت کا رویہ دوسرے انداز کا ہے تو ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ جس حکومت کو گرا کر آئی ہے اس سے اچھی وفاداری ملک کے لیے وہ بھی نہیں کر رہی ہے۔ مگر اس حقیقت تک پہنچنے میں بڑی تاخیر ہو جاتی ہے۔

4۔ حسبِ ذیل اقتباس کا انگریزی میں ترجمہ کیجیے : 20

کوئی امیر اپنے جہاز میں سمندری سفر پر تھا۔ دریں اثنا طوفان آگیا۔ کشتی میں ایک غلام جو پہلی بار بحری سفر کر رہا تھا ، خوفزدہ ہو کر رونے چلّانے لگا۔ کچھ دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن اسے چپ کرانے میں کسی کو کامیابی نہیں ملی۔ غصے میں امیر نے پوچھا : '' کیا کوئی بھی ایسا نہیں جو اس بدبخت ڈرپوک کو چپ کرا سکے؟''

ایک فلسفی بھی اسی جہاز میں سفر کر رہا تھا۔ اس نے امیر سے کہا : '' میرا خیال ہے کہ میں اس آدمی کو چپ کرا سکتا ہوں جناب! آپ مجھے بس اس امر کی اجازت دیں کہ اس کے ساتھ میں جو چاہوں کروں!'' ''آپ کو اجازت دی جاتی ہے'' ، امیر نے کہا ، ''آپ جو چاہیں کریں۔''

فلسفی نے چند ملاّحوں کو بلایا اور اس غلام کو سمندر میں پھینک دینے کا حکم دیا۔ ملاّحوں نے ایسا ہی کیا۔ کوئی راستہ نہ پا کر اس غریب آدمی نے خوف کے مارے چیختے ہوئے اپنے ہاتھ پاؤں تیزی سے چلانے شروع کر دیے۔

لیکن کچھ ہی دیر میں فلسفی نے ملّاحوں کو اسے جہاز میں لے آنے کا حکم دیا۔ وہ جہاز میں آگیا۔ جہاز میں آتے ہی پست اور خوفزدہ غلام بالکل خاموش ہو گیا۔ امیر اس اچانک تبدیلی پر حیران ہوا ، اس نے فلسفی سے سبب دریافت کیا۔ فلسفی نے جواب دیا : ” ہمیں کبھی احساس نہیں ہوتا کہ ہم کسی بھی حالت میں کتنے اچھے ہیں جب تک کہ ہم کسی بدتر حالت میں نہیں پہنچ جاتے۔“

5۔ حسبِ ذیل انگریزی اقتباس کا اردو میں ترجمہ کیجیے : 20

Man has always been fascinated by dreams. He has always tried to find explanations for his dreams. Perhaps dreams tell us about the future or the past, perhaps they tell us about our deepest fears and hopes. I don't know. Today, I want to give you a completely different explanation. But before I do so, I must give you one or two facts about dreams. First of all, everybody dreams. You often hear people say, "I never dream," when they mean, "I can never remember my dreams." When we dream, our eyes move rapidly in our sleep as if we were watching a moving picture, following it with our eyes. This movement is called 'REM', that is Rapid Eye Movement. REM sleep is the sleep that matters. Experiments have proved that if we wake people throughout the night during REM, they will feel exhausted the next day. But they won't feel tired at all if we take them at times when they are not dreaming. So the lesson is clear : it is dreaming that really refreshes us, not just sleep. We always dream more if we have had to do without sleep for any length of time.

If that is the case, how can we explain it? I think the best parallel I can draw is with computers. After all, a computer is a very primitive sort of brain. To make a computer work, we give it a programme. When it is working, we can say it is 'awake'. If ever we want to change the programme, that is to change the information we put into the computer, what do we do? Well, we have to stop the computer and put in a new programme or change the old programme.

6- (a) حسبِ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے : 10

(i) قافیہ کی تعریف لکھ کر اسے مثالوں سے واضح کیجیے۔

(ii) فاعل اور مفعول کی تعریف لکھیے اور ان کی پانچ پانچ مثالیں بھی لکھیے۔

(iii) اسم نکرہ اور اسم معرفہ کی تعریف لکھ کر ان کی دو دو مثالیں لکھیے۔

(iv) مراعات النظیر کی تعریف لکھیے اور کم از کم دو شعر بہ طور مثال نقل کیجیے۔

(v) مبالغہ کسے کہتے ہیں؟ اس کے لغوی اور اصطلاحی معنی تحریر کیجیے۔

(b) حسبِ ذیل کی جمع لکھیے : 10

(i) فلک

(ii) غریب

(iii) وزن

(iv) احسان

(v) یوم

(c) قصیدہ کی جامع تعریف قلمبند کیجیے اور اس کے اجزائے ترکیبی کی نشاندہی کرتے ہوئے دو قصیدہ نگاروں کے نام لکھیے۔ 10

(d) اقبال اور مولانا آزاد کی چار چار کتابوں کے نام لکھیے۔ 10

★★★